سوال

مجھ پر منکشف ہوا کہ میری بیوی کے ایک نوجوان کے ساتھ عشقیہ تعلقات ہیں، ابتدا میں تو یہ ٹیلی فونک رابطے تک ہی محدود تھے، لیکن معاملہ اس حد تک پہنچ گیا کہ میری بیوی نے اسے میری غیر موجودگی میں گھر بھی بلایا اب تک میری بیوی کو معلوم نہیں کہ مجھے ان کے تعلقات کا علم ہوچکا ہے، میں اسے طلاق دینے کی نیت کرچکا ہوں، میرا سوال یہ ہے کہ: کیا مجھے شرعی طور پر حق حاصل ہے کہ میں اسے دیا ہوا مہر واپس لے لوں، اور بیوی کو شرعی عدالت میں اسٹام میں تحریر کردہ باقی ماندہ مہر سے بھی دستبردار ہونے پر مجبور کروں؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ: میری بیوی نے میری کئی بار کچھ رقم بھی چوری کی ہے، اس کا انکشاف اس کی آخری چوری کے بعد ہوا ہے، تو کیا مجھے حق حاصل ہے کہ میں اس کے گھر والوں سے چوری کردہ مال اور مندرجہ بالا سوال میں بیان کیا گیا مہر واپس کرنے کا مطالبہ کروں؟ میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ: ہماری دو بچیاں ہیں بڑی بچی کی عمر ڈھائی برس اور چھوٹی کی عمر دس ماہ ہے، اور ماہ کا دودھ بھی چھوڑ چکی ہے کیا مجھے حق حاصل ہے کہ میں طلاق دینے کے بعد بیوی کو بچیوں کی تربیت محروم کردوں؛ کیونکہ اس نے جو کچھ کیا ہے وہ خیانت ہے؟ بیوی کے برے اخلاق کی بنا پر میں اپنی بچیوں کی تربیت خود کرنا چاہتا ہوں میرا چوتھا سوال یہ ہے کہ: میری بیوی اب حاملہ ہے کیا میں حاملہ بیوی کو طلاق دے سکتا ہوں؟ میری پانچواں سوال یہ ہے کہ: میڈیکل رپورٹ کے مطابق اب تک حمل پوری طرح صحیح حالت میں نہیں، اور ہوسکتا ہے حمل ضائع ہوجائے، اور اگر ایسا ہوتا ہے تو کیا مجھے طلاق دینے کے لیے ایک حیض انتظار کرنا ضروری ہوگا، طلاق دینے کے لیے شرعی وقت کیا ہے؟ میرا چھٹا سوال یہ ہے کہ: کیا ایک ہی طلاق کافی ہے یا کہ وقفہ وقفہ سے اسے تین طلاق دینا ہونگی، برائے مہربانی مجھے معلومات فراہم کریں، اللہ سبحانہ وتعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، میں اسے طلاق دینے کے لیے آپ کے فتوی کا انتظار کرونگا؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود وسلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

اول:

آپ کے سوالات کا جواب دینے سے قبل آپ کو یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ اگر تو آپ واقع کے بغیر یہ کچھ کہہ رہے ہیں تو آپ گنہگار ہونگے اور اس طرح آپ اپنی بیوی پر بہتان لگانے کی صورت میں آپ کو حد قذف میں اسی کوڑے مارے جائیں گے

لیکن اگر آپ اس دعوی میں سچے ہیں تو بلاشک یہ بہت بڑی مصیبت اور عظیم آزمائش ہے، تو پھر آپ کی بیوی اور اس گنہگار اور مجرم شخص کے مابین صرف تعلقات ہونے کا یہ معنی نہیں کہ ان دونوں نے زنا بھی کیا ہو

اس لیے آپ کو اس پر متنبہ رہنا چاہیے، اور آپ کو علم ہونا چاہیے کہ دنیا کا عذاب اور سزا اسی کوڑے یہ آخرت کے عذاب سے بہت ہی آسان وہلکا ہے، جو شخص بھی اپنی بیوی پر بہتان لگاتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے تھے

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتائیں کہ اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو زنا وفحاشی کرتے ہوئے پائے تو کیا کرے؟

اگر وہ بات کرے تو ایک عظیم چیز کی بات کررہا ہے، اور اگر اس پر خاموشی اختیار کرلے تو بھی ایک بہت بڑے معاملہ پر خاموش رہا ہے

راوی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اوراسے کوئی جواب نہ دیا، اس کے بعدوہ شخص پھر آیا اورکہنے لگا :

جس کے متعلق میں نے آپ سے دریافت کیا تھا میں اس میں متبلا کردیا گیا ہوں، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالی نے سورۃ النور کی یہ آیات "والذین یرمون ازواجھم "نازل فرمائیں

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات اس شخص کو پڑھ کرسنائیں، اوراسے وعظ ونصیحت کی، اوراسے بتایا کہ دنیا کی سزا آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں بہت کم ہے

وہ شخص کہنے لگا : نہیں اللہ کی قسم جس نے آپ کوحق دے کے معبوث کیا ہے میں نے اس پر کوئی بہتان نہیں لگایا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیوی کو بھی بلایا اور اسے بھی وعظ ونصیحت فرمائی، اوراسے بتایا کہ دنیا کی سزا آخرت کے عذاب سے بہت آسان اور کم ہے تووہ کہنے لگی :

نہیں اللہ کی قسم جس نے آپ کوحق دے کر مبعوث کیا ہے بلاشک یہ جھوٹا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد سے شروع کیا تواس نے چاربار اللہ کی گواہی دے کہا وہ سچا ہے اورپانچویں بار کہا : اگروہ جھوٹا ہے تواس پر اللہ کی لعنت ہو

پھر آپ نے عورت سے کہا : تواس نے چاربار اللہ کی قسم دے کرکہا کہ وہ جھوٹا ہے، اورپانچویں بار کہا : اگروہ سچا ہے تومجھ پر اللہ کی لعنت، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مابین علیحدگی کرادی "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5005) صحیح مسلم حدیث نمبر (1493) یہ الفاظ مسلم کے ہیں

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جب کوئی شخص اپنی بیوی پر قذف وبہتان لگائے تواس پر حدقذف واجب ہوجاتی ہے، اوراس کی گواہی قبول نہیں کی جائیگی اوراسے فاسق کا حکم دیا جائیگا، لیکن اگروہ اس کی کوئی گواہی لائے یا پھر لعان کرے توپھر ٹھیک ہے

لیکن اگروہ چار گواہ پش نہیں کرتا اورنہ ہی لعان کرتا ہے تواس پر یہ سب کچھ لازم ہوگا، امام مالک اورامام شافعی رحمہم اللہ کا قول یہی ہے

اورہماری دلیل درج ذیل فرمان باری تعالی ہے :

اوروہ لوگ جوپاکدامن عورتوں پر بہتان لگاتے ہیں اورپھر چار گواہ پش نہیں کرتے انہیں اسی کوڑے مارو، اورکبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، اوریہی لوگ فاسق ہیں .

یہ خاوندوغیرہ کے بارہ میں عام ہے، اورخاوند کولعان کےلیے خاص اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ سے حداورفسق کی نفی اور گواہی کی عدم قبولیت ختم کرنے کےلیے گواہی کی جگہ لعان کرے

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی دلیل ہے :

"گواہی پش کرو، وگرنہ آپ کوحدلگے گی "

اورجب اس نے لعان کیا تورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"دنیا کی سزا آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں بہت آسان وکم ہے "

اوراس لیے بھی کہ اگراس نے جھوٹ بولا تواس پر حدلگے گی، اس لیے اگروہ مشروع کردہ گواہ پش نہیں کرتا توپھر وہ بھی اجنبی کی طرح ہی ہوا

دیکھیں : المغنی (30/9).

اس لیے اگر یہ ثابت ہوجائے کہ بیوی نے کسی اجنبی شخص کے ساتھ حرام تعلقات قائم کر رکھے ہیں اور اس میں شک کی مجال نہ ہو، یا پھر آپ کے لیے اس کا زنا ثابت ہوجائے، یا وہ آپ کے سامنے خود اعتراف کرلے تو آپ کے لیے اسے باقی ماندہ مہر سے دستبردار ہونے پر مجبور کرنا جائز ہے

لیکن اگر اس کے حرام تعلقات نہ تھے، اور نہ ہی آپ کے لیے اس کا زنا ثابت ہوتا ہے تو پھر آپ کے لیے اسے تنگ کرنا جائز نہیں

اس کے حرام تعلقات قائم کرنے پر خاموش نہیں رہنا چاہیے یا تو اسے وعظ و نصیحت کر کے اس سے توبہ کروائی جائے اور وہ آپ کے ساتھ رہے، یا پھر وہ آپ سے علیحدگی کو اختیار کرلے، اور اگر وہ آپ کے نکاح میں رہنا پسند نہ کرے تو آپ اسے مہر ادا کر کے طلاق دے دیں

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

اے ایمان والو! تمہارے حلال نہیں کہ تم عورتوں کو جبرا اپنے ورثے میں لے بیٹھو انہیں اس لیے روک رکھو کہ تم نے انہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لے لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ واضح اور کھلی برائی و بے حیائی کریں، ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بود و باش اختیار کرو، گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالی اس میں بہت ہی بھلائی پیدا کردے النساء (19).

فحاشی صرف زنا ہی نہیں، بلکہ اس کے الفاظ میں خاوند کی نافرمانی و معصیت، اور خاوند اور اس کے گھر والوں کو برا کہنا اور گالیا دینا بھی شامل ہے، کسی اجنبی مرد سے ناجائز تعلقات قائم کرنا تو بالاولی ان الفاظ اور اس کے حکم میں شامل ہوتے ہیں

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" فرمان باری تعالی :

الا یہ کہ وہ واضح اور کھلی بے حیائی کریں.

ابن مسعود، ابن عباس، سعید بن مسیب، شعبی، حسن بصری، محمد بن سیرین، سعید بن جبیر، مجاہد، عکرمہ، عطاء الخراسانی، ضحاک، ابو قلابہ، ابو صالح، سدی، زید بن اسلم، سعید بن ابی ھلال کہتے ہیں :

اس سے مراد زنا ہے، یعنی جب عورت زنا کرے تو آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ اس سے مہر واپس لے لیں، اور اس پر تنگی کریں تا کہ وہ مہر چھوڑ کر خلع حاصل کرے

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے سورۃ البقرۃ میں فرمایا ہے :

اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ جو کچھ تم نے انہیں دے رکھا ہے ان سے واپس لو، ہاں اگر دونوں کو یہ خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہیں کر سکیں گے، اگر تمہیں خدشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کا خیال نہیں کرینگے تو عورت رہائی پانے کے لیے کچھ فدیہ دے تو اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں البقرۃ (229).

ابن عباس، عکرمہ اور ضحاک کہتے ہیں : واضح بے حیائی سے مراد خاوند کی نافرمانی و معصیت ہے

اور ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے اسے عام اختیار کیا ہے اور یہ زنا و نافرمانی و خاوند کی بے ادبی، اور بدزبانی وغیرہ سب کو شامل ہوگا

یعنی یہ سب کچھ خاوند کے لیے مباح کرتا ہے کہ وہ اس کی بنا پر بیوی کو ڈانٹ سکتا ہے اور اسے مجبور کر سکتا ہے حتی کہ وہ اس کا سارا حق یا کچھ حق رکھے، اور اسے علیحدہ کر دے یہ لچھا ہے " واللہ اعلم

دیکھیں تفسیر ابن کثیر (241/2).

آپ کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ صرف زنا سے بیوی کا مہر ساقط نہیں ہو جاتا

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"صرف عورت کے زنا کرنے سے مہر ساقط نہیں ہوگا، جیسا کہ لعان کرنے والوں کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دلالت کرتا ہے، جب اس شخص نے کہا میرا مال ؟

"تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اس کے پاس تیرا کوئی مال نہیں؛ تم نے اس کے بارہ میں جو کہا ہے اگر تم اس میں سچے ہو تو یہ مال اس کے مقابلہ میں ہے جو تم نے اس کی شرمگاہ حلال کی تھی، اور اگر تم جھوٹے ہو تو پھر یہ تو اور زیادہ بعید ہے "

کیونکہ جب عورت زنا کر بیٹھے تو ہو سکتا ہے وہ توبہ کر لے، لیکن عورت کا زنا کرنا خاوند کے لیے اسے روک لینے اور مجبور کرنا مباح کر دیتا ہے کہ اگر خاوند علیحدگی چاہتی ہے تو وہ رہائی پانے کے لیے فدیہ دے، یا پھر توبہ کر لے

دیکھیں : مجموع الفتاوی (320/15).

دوم :

بیوی اگر اپنے خاوند کے علم کے بغیر خاوند کا مال لیتی ہے تو اس کی دو حالتیں ہونگی :

پہلی حالت :

یا تو وہ مال اپنے اور بچوں اور گھریلو اخراجات کے لیے ہے اور ایسا کرنے کا سبب یہ ہو کہ خاوند بخیل ہے اور خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتا ہے

دوسری حالت :

یہ مال اشیاء خریدنے یا پھر میکے والوں کو دینے یا دوسرے خرچ کے حالت کے لیے ہو

پہلی حالت میں تو خاوند کے لیے اس مال کو لینے کا مطالبہ کرنا حلال نہیں؛ کیونکہ اس نے تو وہی کچھ لیا ہے جو اس کا حق تھا؛ کیونکہ بیوی اور بچوں کا خرچ گھر کے ذمہ دار پر واجب ہے اور جب وہ اس میں کوتاہی اور کمی کرے یا روک دے تو پھر اس کے مال سے لینا جائز ہے، چاہے اس کی لاعلمی میں ہی لیا جائے

اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے :

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابو سفیان کی بیوی ھند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی :

ابو سفیان ایک بخیل شخص ہے، اور مجھے اتنا مال نہیں دیتا جو میرے اور بچوں کے اخراجات کے لیے کافی ہو، الا یہ کہ میں اس کی لاعلمی میں کچھ مال لے لوں تو اخراجات پورے ہوتے ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اچھے طریقہ سے اتنا لے لیا کرو جتنا تمہیں اور تمہاری اولاد کو کافی ہو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5049) صحیح مسلم حدیث نمبر (1714).

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"ان فوائد میں یہ بھی شامل ہے کہ: اگر کسی کا کسی دوسرے پر حق ہو اور وہ اس حق کو پورا کرنے سے عاجز ہو، تو اس کے مال سے اپنے حق کے مطابق اس کی اجازت کے بغیر مال لینا جائز ہے"

دیکھیں: شرح مسلم (373/4).

اور دوسری حالت میں بیوی کے لیے اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے جو آپ کے ذمہ واجب ہوتا ہے کے علاوہ کچھ لینا حلال نہیں، اور اگر وہ ایسا کرتی ہے تو گنہگار ہوگی، اور آپ کو وہ مال طلب کرنے کا حق حاصل ہے، اور اگر وہ انکار کر دے تو آپ اس کے باقی ماندہ مہر سے اتنی رقم رکھ سکتے ہیں

یا پھر جو آپ کے ذمہ اس کا مال ہے اس میں سے لے سکتے ہیں، لیکن اگر وہ کسی محتاج پر صدقہ کرنے کے لیے مال لیتی ہے تو اس میں تفصیل ہے، لیکن اس میں آپ کو لینے کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے

سوم:

اصل میں سات برس کی عمر تک بچوں کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے جب تک وہ کسی اور سے شادی نہیں کرتی، اور بچوں کی پرورش کا مطلب انہیں کھانا پلانا اور ان کی مادی ضروریات پوری کرنا نہیں

بلکہ پرورش میں ان کی تعلیم و تربیت بھی شامل ہے بلکہ یہ اہم ترین اشیاء میں شامل ہوتی ہے، اور اسی طرح پرورش میں ان کی نفسی اور اخلاقی دیکھ بھال کرنا بھی شامل ہوگی

اس لیے اگر ماں کافرہ یا فاسقہ ہے تو بچوں کو اس کی تربیت میں دینا جائز نہیں، پرورش کے لیے ماں یا باپ ہونا معتبر نہیں بلکہ معتبر تو یہ ہے کہ وہ بچوں کی پرورش کس طرح کرینگے آیا وہ اسلامی تربیت کرینگے یا کہ نہیں، اس بنا والدین میں سے بچوں کی پرورش کا حقدار وہ ہوگا جو دینی طور پر بہتر اور اچھا ہو

اس لیے اگر طلاق کے بعد ماں معصیت میں ڈوبی ہوئی ہو تو بچوں کی اس کی پرورش میں نہیں دینا چاہیے، اس صورت میں پرورش کا حق والد کو حاصل ہوگا، اور اگر ماں توبہ کر کے رجوع کر لے تو پھر جب تک وہ شادی نہیں کرتی بچوں کی پرورش کی حقدار ہوگی

کیونکہ توبہ کرنے والا تو بالکل اس طرح ہی ہے جس کے کوئی گناہ ہی نہ ہوں"

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"ہمارے استاد یعنی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے : جب والدین میں سے کوئی ایک بھی بچے کی تعلیم اور وہ کام جو اللہ نے اس پر واجب کیا تھا ترک کر دے تو وہ گنہگار ہوگا، اس حالت میں اسے اس بچے پر کوئی ولایت حاصل نہیں ہوگی

بلکہ ہر وہ شخص جو اپنی ولایت میں واجب کو پورا نہ کرے تو اسے اس بچے پر کوئی ولایت حاصل نہیں ہوگی، یا تو وہ ولایت سے ہاتھ اٹھا لے اور جو واجب کو پورا کرے گا اس کی ولایت میں دیا جائے، یا پھر وہ اس کو دیا جائے جو واجب کو پورا کرے، یعنی مقصد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہونی چاہیے

ہمارے استاد کہتے ہیں : یہ حق میراث یعنی وراثت کی جنس میں سے نہیں جس سے رشتہ داری اور نکاح اور ولاء حاصل ہوتی ہے، چاہے وارث فاسق وفاجر ہو یا نیک وصالح، بلکہ یہ تو ولایت کی جنس سے ہے جس میں حسب الامکان واجب پورا کرنے کی قدرت وعلم ہونا ضروری ہے

ان کا کہنا ہے : اگر فرض کر لیا جائے کہ باپ نے کسی ایسی عورت سے شادی کر لی جو اس کی بیٹی کی مصلحت کا خیال نہیں کرتی، اور نہ ہی اس کی مصلح تکو پورا کرتی ہے، اور بچی کی ماں اس سوکن سے زیادہ بچی کی مصلحت کا خیال رکھتی ہے تو پھر یہاں بچی کی پرورش قطعی طور پر ماں کو حاصل ہوگی

ان کا کہنا ہے کہ : یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ والدین میں سے کسی ایک کو پرورش میں مقدم کرنے کے لیے شارع کی جانب سے کوئی نص نہیں ہے، اور نہ ہی والدین کے مابین بچے کو اپنانے کا اختیار ہے، علماء اس پر متفق ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی مطلقا متعین نہیں کیا جائیگا

بلکہ دشمنی وعدوان اور کوتاہی کرنے والے کو نیکی عادل اور محسن شخص پر مقدم نہیں کیا جائیگا"

واللہ اعلم

دیکھیں : زاد المعاد (5/475-476).

مزید آپ سوال نمبر (20705) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں

چہارم :

حاملہ عورت کو طلاق دینا شرعی طریقہ ہے، اور سنت کے موافق ہے، عام لوگوں کا خیال ہے کہ حاملہ عورت کو دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی، لیکن ان کے اس قول وخیال کی کوئی اصل ودلیل نہیں ملتی اور یہ قول غیر شرعی ہے، بلکہ یہ طلاق تو طلاق سنی کہلاتی ہے

امام مسلم رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا اپنی بیوی کو طلاق دینے کا واقعہ بیان کیا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے :

"اسے یہ حکم دو کہ وہ بیوی سے رجوع کر لے، اور پھر اسے طہر کی حالت میں یا پھر حمل کی حالت میں طلاق دے"

صحیح مسلم حدیث نمبر (1471).

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"رہی حاملہ عورت تو علماء کرام کے مابین اس میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ حاملہ عورت کو دی گئی طلاق سنی کہلاتی ہے، چاہے وہ حمل کی ابتدا میں ہو یا حمل کے آخر میں؛ کیونکہ اس کی عدت وضع حمل ہے

اوراسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی حکم دیا تھا کہ :

"وہ یا تو بیوی کو طہر کی حالت میں طلاق دیں، یا پھر حمل کی حالت میں "

لیکن اس میں یہ تخصیص نہیں کی کہ حمل کی ابتدا میں ہو یا حمل کے آخر میں

دیکھیں : التمہید (80/15).

ہم نے حاملہ عورت کی طلاق کے بارہ میں شیخ عبد العزیز ابن باز رحمہ اللہ کا فتوی سوال نمبر (12287) کے جواب میں نقل کیا ہے، آپ اس کا مطالعہ ضرور کریں

اس صورت میں آپ اپنی بیوی کو ایک رجعی طلاق دے سکتے ہیں، اوراس کے بعد آپ کو اختیار ہے کہ اگر آپ دیکھیں کہ بیوی نے اپنی اصلاح اور توبہ کرلی ہے اور آپ اس کی توبہ سے مطمئن ہیں تو آپ عدت یہاں اس کی عدت وضع حمل ہوگی میں اس سے رجوع کرلیں، یا پھر عدت ختم ہونے کا انتظار کریں تو عدت ختم ہونے کے بعد بیوی کو بینونت صغری حاصل ہوجائیگی

اس طرح وہ آپ سے آزاد ہوجائیگی، اوراگر آپ عدت ختم ہونے کے بعد اسے واپس لانا چاہیں تو پھر آپ بیوی کی رغبت اوراس کے ولی کی رضامندی سے نیا نکاح جس میں مہر بھی نیا ہو اور گواہ بھی ہوں کرسکتے ہیں

آپ نہ تو ایک ہی مجلس میں تین طلاق دے سکتے ہیں اور نہ ہی ایک ہی الفاظ میں تین طلاق دے سکتے ہیں؛ کیونکہ یہ سنت نبویہ کے مخالف ہے

اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (36580) کے جواب کا مطالعہ کریں

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

98965